ہماری رہنمائی کرتا ہے۔اور سلامی علوم کے حاملین سے بھی التماس ہے کہ وہ کسی کو نفرت سے نہ دیکھیں یہ سب آپ کے بھائی ہیں انکو پیار دیں۔شفقت سے پاس بٹھائیں اور بشارتیں سنائیں۔تاکہ آپس میں قربت پیدا ہو اور دین کی اصل منشا پوری ہو۔اور ہم سب مل جل کر ایک صالح معاشرہ قائم کرسکیں۔

صوبائی وزیر تعلیم عمران مسعود کا جراتمندانہ فیصلہ!

آغا خان تعلیمی بورڈ کا قیام دراصل پاکستان کو استعماری قوتوں کے سپرد کرنے کی ایک شاطرانہ چال ہے۔تاکہ وہ اس بورڈ کی آڑ میں وطن عزیز کے تعلیمی اداروں میں الحاد اور لادینیت کو فروغ دیں۔دین بیزار طبقہ جو پہلے ہی اس کا ہمنوا ہے اور جو آغا خان تعلیمی بورڈ کی قصیدہ خوانی کرتے تھکتا نہیں ہے۔اپنی بے غیرتی اور بے حمیتی کی وجہ سے اس بورڈ کے ذریعے ایک نیا کلچر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔اس بورڈ کے قیام کے مقاصد نہایت واضح اور دوٹوک ہیں۔وہ ایک ایسا نصاب تعلیم مرتب کریں گے جس پر قومی لیبل تو لگا ہوگا۔لیکن اندورن خانہ وہ اسلامی اور قومی نظریے کے یکسر مخالف ہوگا۔ایسا نظام وضع کریں گے جسکی تکمیل غریب تو کیا عام متوسط طبقہ بھی نہ کرسکے گا۔امتحانی بورڈ محض اسناد یا ڈگریاں جاری کرنے کا ادارہ نہیں ہوگا۔بلکہ امتحانات سے قبل اپنی شرائط پر نصاب اور نظام کی تکمیل کرنے کا تقاضا بھی کرے گا۔یہ کیسا ظلم ہے کہ پورے ملک کی تمام بلند پایہ یونیورسٹیاں عرصہ دراز سے فروغ تعلیم میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں اور ان میں نابغہ روزگار ہستیاں، ماہرین تعلیم، اہل دانش اور مفکر درس وتدریس میں مصروف ہیں لیکن ان پر اعتماد کی بجائے ایک ایسے ادارے کو امتحانی بورڈ کا درجہ دیا جا رہا ہے جس کی عمر بھی چند سال ہے اور فکری ونظریاتی اعتبار سے یہ لوگ نہ تو اسلام سے وابستہ ہیں اور نہ ہی ملکی نظریاتی اساس کو تسلیم کرتے ہیں۔

انسان کتنا ہی کمزور اور گناہگار کیوں نہ ہو دینی غیرت اور قومی حمیت کا کچھ حصہ اس کے نہاں خانہ میں ضرور ہوتا ہے جو کسی وقت بھی بیدار ہوسکتا ہے اور اسے حق گوئی پر اکسا دیتا ہے خیر سے ہمارے صوبائی وزیر تعلیم میاں عمران مسعود کا تعلق گجرات کے دینی گھرانے سے ہے۔وہ کیونکر اس ظلم عظیم پر خاموش رہ سکتے تھے انہوں نے بروقت اور نہایت جراتمندانہ فیصلہ فرمایا اور کہا کہ صوبہ پنجاب سے کوئی تعلیمی ادارہ آغا خان بورڈ سے الحاق نہیں کرے گا۔ان کے اس بیان سے تمام محب وطن اور دردمند پاکستانیوں نے سکھ کا سانس لیا۔اور خاص کر والدین نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔

اگر چہ وزیر موصوف کے اس بیان پر وفاقی وزیر تعلیم جاوید اشرف قاضی بہت سیخ پا ہوئے اور وزیر اعلی پنجاب سے احتجاج کیا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف صوبائی وزیر تعلیم کا موقف ہی نہیں بلکہ پاکستان مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چودھری شجاعت حسین نے بھی دوٹوک الفاظ میں یہ اعلان کیا کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت دوسروں کے سپرد نہیں کرسکتے۔ہمیں امید ہے کہ وہ اپنے اس قول کو نبھائیں گے۔اور آغا خاں بورڈ کے طرفداروں کو یہ احساس دلائیں گے کہ یہ محض امتحانی بورڈ کا مسئلہ نہیں بلکہ اجتماعی خودکشی کی طرف ایک قدم ہوگا۔لہذا تمام تر امتیازات کے ساتھ آغا خان بورڈ کی فائل ہمیشہ کیلئے بند ہوجانی چاہیے۔اور پاکستانی بچوں کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ ان کے بہی خواہوں کے سپرد ہی رہنے دیں۔

کشمیر کی آزادی کا مضحکہ خیز انجام!

کشمیر کی آزادی کیلئے اہل پاکستان بے حد جذباتی اور حساس واقع ہوئے ہیں گذشتہ دو عشروں میں ''جہاد کشمیر'' کی شکل میں اسکا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ ہزاروں نوجوانوں کی قربانیاں اور اربوں روپے کے فنڈ پیش کیے گئے۔پاکستان میں غربت افلاس کے باوجود لوگوں نے اپنی زکوۃ اور صدقات، فطرانہ، عشر اور چرمہائے قربانی کشمیر فنڈ میں دیے تاکہ کشمیر کی آزادی کا خواب شرمندہ تعبیر ہو۔ جہادی تنظیموں کے قائدین بے حد جذباتی تقریریں کرتے رہے اور یہ مژدہ قوم کو سناتے رہے کہ اب تو چند یوم کی بات ہے۔ہندو بنیا گھٹنے ٹیکنے لگا ہے بھارتی فوج بددل ہوچکی ہے۔کشمیر کی آزادی کا سورج طلوع ہونے والا ہے۔

بلکہ ان میں بعض جہادی لیڈر جہاد کے علاوہ کسی دینی کام کو درخور اعتناء نہ سمجھتے تھے۔ان کے نزدیک دینی علوم کی تدریس وقت اور پیسے کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔حتی کہ امام بخاری پر جملے کستے رہے۔اور شیوخ الحدیث کو بھی مطعون کرتے رہے۔کہ بخاری شریف میں کتاب الجہاد تو پڑھا دیا ہے لیکن خود عملی مظاہرہ نہیں کرتے۔

لیکن گذشتہ دنوں بھارت کے وزیر خارجہ کی اسلام آباد آمد اور پاکستان کے وزیر خارجہ سے دوطرفہ ملاقات میں قوم کو یہ ''خوشخبری'' سنادی گئی کہ سری نگر مظفر آباد دوستی بس سروس کا آغاز 7 اپریل 2005ء سے ہوگا۔اس شرمناک معاہدے کو تاریخی قرار دیا جا رہا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کشمیر کی آزادی کیلئے دو عشروں پر محیط ''جہاد'' کہاں گیا۔ہزاروں نفوس کی قربانیاں اور اربوں روپے دوستی بس سروس کیلئے تھے کتنا مضحکہ خیز انجام ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم پاکستان کے اہل فکر ودانش اور اصحاب الرائے حضرات سے گذارش کریں گے کہ وہ اس پر روشنی ڈالیں۔اور قوم کو بتائیں کہ بس سروس کے ذریعے آزادی کا سورج کب طلوع ہو رہا ہے؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆